اتحاد بین المسلمین

لسان القوم مولانا سید علی نقی صفی لکھنوی مرحوم

وہ مؤاج قلزم وہ دریائے اعظم   کہ دونوں کنارے ہیں جس کے دو عالم
زباں زد ہیں جس کے فتوحات پیہم   ہے اسلام ہی بس کریں غور اگر ہم
تشیّع تسنّن ہیں لہریں اسی کی
سمجھئے انھیں آپ نہریں اسی کی

انھی دونوں چشموں سے نکلے ہیں اکثر   وہ شعبے جو ہیں سب ملا کر تبحّر
ہے ان دونوں صیغوں کا اسلام مصدر   ہیں در اصل یہ دونوں شاخیں برابر
کوئی تیغ ان میں ہے کوئی قلم ہے
نشاں ہے کوئی اور کوئی علم ہے

خدا ایک ہے جانتے ہیں یہ دونوں   رسول اپنا پہچانتے ہیں یہ دونوں
جو کچھ کعبہ ہے مانتے ہیں یہ دونوں   اُسے قبلہ گردانتے ہیں یہ دونوں
عمل دونوں کا ہے کلام خدا پر
فدا دونوں ہیں عزت مصطفیٰؐ پر

اصولوں میں جب متحد ہیں یقینی   عبث پھر فروعات پر نکتہ چینی
رہیں مل کے باہم سب اخوان دینی   مضیٰ ما مضیٰ چاہئے پیش بینی
چلیں گے یہ فرسودہ راہیں کہاں تک
پس پشت آخر نگاہیں کہاں تک

انھی دونوں پیروں سے اسلام چل کر   ترقی کی دنیا کرے گا مسخّر
اگر پاؤں الجھے لگے گی وہ ٹھوکر   کہ یہ سر کے بھل آ رہے گا زمیں پر
پھر اس طرح مجبور وناچار ہوگا
کہ اٹھنا اٹھانے سے دشوار ہوگا

دراندازیاں ہم میں ہیں جن کا پیشہ   لگاتے ہیں وہ پاؤں پر اپنے تیشہ
یوں ہی رخنے پڑتے رہے گر ہمیشہ   تو کمزور ہو جائے گا ریشہ ریشہ
ہرا نخل اسلام کیوں کر رہے گا
کہو! اک زمانہ ہمیں کیا کہے گا

محبت کا لائیں ثمر دونوں شاخیں   ملیں جھک کے باہم اگر دونوں شاخیں
دکھائیں عروج شجر دونوں شاخیں   پھلیں پھولیں المختصر دونوں شاخیں
شریفانہ اخلاق کے پھول مہکیں
عنادل سرشاخ مستانہ چہکیں

وہ جام محبت پلا آج ساقی   کہ پیدا ہو کیف سلیم المذاقی
دلوں میں اثر کیوں رہے اس کا باقی   کہ تھی اتفاقی یہ نا اتفاقی
فریقین مل کر کریں غدر خواہی
بھرے جسم اسلام کا زخم الٰہی

یہ زخم اور اسلام، اسلام والو   سنبھالو اب اس ناتواں کو سنبھالو
جو کچھ ہو چکا اس پہ تم خاک ڈالو   بدن سے لہو کیوں زیادہ نکالو
رہو مل کے باہم ہنسو اور بولو
زبانوں کے نشتر سے فصدیں نہ کھولو

کہاں ہیں دلوں کے ہلا دینے والے   فصاحت کے دریا بہا دینے والے
محبت پہ لکچر سنا دینے والے   رُلا دینے والے ہنسا دینے والے
اٹھیں اٹھ کے از راہ اخلاص مندی
دلوں کی کریں آج شیرازہ بندی

مضر ہے مضر ہے ہوائے تخالف   یہ شہر اور اس میں وبائے تخالف
تمدن پہ آفت نہ لائے تخالف   مٹا دو، مٹا دو بنائے تخالف
یہ کیا کر رہے ہو؟ یہ کیا ہو رہا ہے؟
جہالت کی آخر کوئی انتہا ہے؟

وہ اخلاق کا ایک سرسبز پودا　لگایا ہوا خاتم الانبیا کا
پھپک کر جو روئے زمیں پر ہے چھایا　جسے دین اسلام کہتی ہے دنیا
تم اس نخل کی حیف جڑ کاٹتے ہو
تعلق ہے جس سے وہ لڑ کاٹتے ہو

تعصب کو چھوڑو، محبت جتاؤ　کچھ اسلام کی اپنے عظمت بڑھاؤ
کمی حسن اخلاق کی جن میں پاؤ　ان افراد کو تم مہذب بناؤ
جو آلودۂ زنگ پرزے رہے سب
چلے گی یہ قومی مشین آپ سے کب

یہ ہمدرد اسلامیوں کو خبر دو　کہ میدان ہمت کے اے رہ نوردو
تعصب سے اس قوم کو پاک کردو　محبت کی اسٹیم اس انجن میں بھر دو
یہی پرزے پھر کام دینے لگیں گے
فرائض کو انجام دینے لگیں گے

فریقین شیر وشکر جس طرح تھے　ابھی کچھ دنوں پیشتر جس طرح تھے
ہم آہنگ باہم دگر جس طرح تھے　شب و روز کرتے بسر جس طرح تھے
اسی طرح اب بھی رہیں مل کے باہم
وہ ماہ صفر ہو کہ ماہ محرم

رہیں سوچتے کیوں حریفانہ گھاتیں　کریں نت نئی کیوں دل آزار باتیں
کٹیں کیوں مصیبت میں دن اور راتیں　پولس لائے کیوں خیمے، ڈیرے، قناتیں
ہنسے گا بتاؤ، یہ کس پر زمانہ
اگر مذہبی کام ہوں وحشیانہ

کچھ اسلام کی شان وشوکت بڑھاؤ　مجالس کو بے خار گلشن بناؤ
فریقین کو صحبتوں میں بلاؤ　طریقے تمدن کے سب کو سکھاؤ
نہ شیعہ ہوں سنی، نہ سنی ہوں شیعہ
ترقی کا اسلام کی ہوں ذریعہ

ایسے محل پہ دوستو! رخنہ گری ہے خود کشی
ہم بھی اسی جہاز میں تم بھی اسی جہاز میں　صفی لکھنوی